DOI: https://doi.org/10.52015/daryaft.2022.v14-i01.214

Daryaft

Vol. 14 Issue No. 1 (June 2022)

Journal Home Page: http://daryaft.numl.edu.pk/index.php/daryaft

E ISSN:2616-6038, P ISSN:1814-2885

Different Dimensions of Screenwriting in Dr Shahida Sardar's poetry

Dr. Bismina Siraj [1]& Dr. Robina Rashid [2]

[1.] Assistant Professor Urdu Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar [2.] Lecturer Urdu Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar

ABSTRACT

Article History:

Received: February 10, 2022
Revised: April 02, 2022
Accepted: May 10, 2022
Available Online: June 30, 2022

Keywords:
Dr. Sahida Sardar, Poetess, KPK, Urdu, Pashto, Romance, Fairytales, Modern, Extraordinary.

Funding:
This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Dr Shahida Sardar is a renowned poetess of Khyber Pakhtunkhwa. Her poetic excellence encompasses both Urdu as well as Pashto. The soul of her poetry unlike others isn't only limited to romance and fairytales but it is a reflection of the surroundings around her. Her poetry presents such clear picture of modern Khyber Pakhtunkhwa that a new reader without knowing her personally, can easily determine her birth place through her poetry which is quite extraordinary.

This work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0)**

ڈاکٹر شاہدہ سردار کی شاعری میں منظر نگاری کی مختلف جہتیں

ڈاکٹر بسمینہ سراج

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو، شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور

ڈاکٹر روبینہ رشید

لیکچرر شعبہ اردو، شہید بینظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور

بیسویں صدی میں جہاں زندگی کے ہر شعبے میں تبدیلیاں رونما ہوئیں وہاں شعر و ادب میں بھی بہت سی تبدیلیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ اس دور میں علی گڑھ تحریک ایک بہت بڑی اور نمایاں تحریک کے طور پر سامنے آتی ہے جس نے عبارت کی سادگی پر توجہ دی۔ اس تحریک نے جو ادب تخلیق کیا اس میں عقل اور وجدان دونوں کا ملاپ موجود ہے۔ علی گڑھ تحریک سے پہلے شاعری اور خصوصاً نظم میں قافیہ آرائی پر سارا زور صرف کیا جاتا تھا۔ اس دور کی شاعری کے بارے میں سرسید نے لکھا کہ:

> "ہماری زبان کے علم و ادب میں بڑا نقصان یہ تھا کہ نظم پوری نہ تھی۔ شاعروں نے اپنی ہمت عاشقانہ غزلوں اور واسوختوں اور مدحیہ قصیدوں اور ہجر کے قطعوں اور قصہ و کہانی کی مثنویوں میں صرف کی تھی۔"(۱)

سرسید تحریک کے اثرات کی بدولت اُردو شاعری میں فطرت نگاری کی ایک مؤثر تحریک پیدا ہو گئی جس میں عبدالحلیم شرر نے بھرپور حصہ لیا، اور رسالہ دلگداز میں ایسی نظمیں شائع کیں جن میں شاعری کے عام قواعد و ضوابط سے ہٹ کر اظہار کی آزادی کی گئی۔ انجمن پنجاب کے تحت محمد حسین آزاد اور الطاف حسین حالی نے جدید اُردو شاعری کی بنیاد ڈالی جس میں غزل کے ساتھ ساتھ نظم میں عشق و عاشقی کے ساتھ ساتھ معاشرتی، اخلاقی، سیاسی اور سماجی مسائل کو بیان کیا جانے لگا۔ ستر کی دہائی میں اُردو غزل و نظم اپنے پورے عروج پر تھی۔ محمد خالد نئی پاکستانی غزل کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "اُردو غزل کے لئے ستر کی دہائی اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس میں غزل کی کچھ مختلف شکل ہمارے سامنے آئی۔ اس دہائی میں شعراء کی نئی نسل نے اپنے سفر آغاز کیا۔۔۔ اس میں غزل کا کینوس فرد کی فردیت نہیں چہار سمت پھیلی ہوئی خوشیوں اور غموں سے بھری ہوئی کائنات ہے۔"(۲)

فطرت نگاری کو نہ صرف اُس دور بلکہ بعد میں آنے والے شعراء نے بھی اپنی شاعری میں استعمال کیا اور اس حوالے سے منظر نگاری ایک فنی حربے کی شکل میں برتی جانے لگی جس کو ہر شاعر نے قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ موجودہ غزل کلاسک غزل کے مقابلے میں زیادہ وسعت کی حامل ہے اور اس میں زندگی کے تمام تر موضوعات اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ سامنے آتے ہیں:

"اُردو غزل وسیع اور ہمہ گیر اور جامع خیالات و نظریات کی ترجمانی اور عکاسی کے لئے نہایت موزوں ہے۔ غزل ایک ایسی صنف شاعری ہے جو انسانی زندگی اور اس کے متعلقات کی پسندیدگی کی سند حاصل کی بلکہ قارئین سے بھی داد حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکی ہے"(۳)

ڈاکٹر شاہدہ سردار کا تعلق خیبر پختونخوا کے شہر کرک سے ہے۔ وہ نہ صرف پشتو زبان کی ایک اچھی شاعرہ ہیں بلکہ اُردو زبان میں بھی اُن کی شعری اور نثری تخلیقات منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ جہاں تک شعری مجموعوں کی بات ہے تو اب تک اُن کے تین شعری مجموعے "ہوا کی سرگوشی"، "مہکتی دھرتی سلگتی سانسیں" اور "چراغِ آگہی" زیورِ طباعت سے آراستہ ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اُن کا ایک افسانوی مجموعہ "کرب زیست" اور ایک سفر نامہ "دیوار کے اُس پار" بھی شائع ہو چکا ہے۔ جو نہ صرف سینئر شعراء بلکہ عام قاری سے بھی داد حاصل کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔

ایک عورت ہی عورت کے احساسات و جذبات خوب سمجھ سکتی ہے، اس جذبے نے شاہدہ سردار کو بھی ہاتھ میں قلم تھمایا۔ جذبات کے اظہار کے لیے پیرائیہ اُن کے سامنے دیوار بن کر کھڑا نہیں ہوتا بلکہ اپنے خیالات کے اظہار کے لیے کبھی وہ شعر کا سہارا لیتی ہے اور کبھی نثر کا۔ شاعری چونکہ لطیف جذبات واحساسات کا نام ہے اس لیے شاہدہ بھی اپنے جذبات کا اظہار شعری پیرائے میں سہولت کے ساتھ کر لیتی ہے۔

عورت ہونے کے ناتے عورتوں کے احساسات اور اُن کے مسائل کو سمجھتے ہوئے اُن کو بھی اُسی معاشرے میں جنم لینے والی عورتوں کے دکھ درد، خوشی و غمی جو اُن کی نظروں کے سامنے ایک کھلی کتاب کی طرح بکھرے ہوئے تھے نے اُن کو لکھنے پر مجبور کیا۔ اسی ضمن میں ڈاکٹر نذیر تبسم ہوا کی سرگوشی میں شاہدہ سردار کے بارے میں کہتے ہیں:

"شاہدہ سردار جو اپنی ذات میں خود بھی دل نواز اور دل رُبا شاعرہ ہیں۔ اپنے اندر کی روشنی میں خود اپنا راستہ چنتی ہیں۔ خارج سے مضبوط رشتہ استوار کرتے ہوئے بھی باطن کی کہکشاؤں میں گہرے سانس لیتی ہیں۔ اور پھر ایسے ہی کچھ انمول لمحوں میں اس پر شاعری کی دیوی مہربان ہوتی ہے۔ اور دھیرے دھیرے اندر کا جمال اور گہرا دکھ اپنے خدوخال مجسم کرنے لگتا ہے اُسے بے نام خوشبوئیں اپنی گرفت میں لینے لگتی ہیں۔"(۴)

شاہدہ سردار کومل اور لطیف احساسات و جذبات کو خوبصورتی سے اپنی شاعری میں بیان کرتی ہیں۔اُن کے پاس خوبصورت الفاظ کا ذخیرہ ہے جو موقع و محل کے مطابق استعمال کرتی ہیں۔شاہدہ سردار کی شاعری میں ردیف و قافیہ کا التزام مسلمہ قاعدے کے مطابق ہے۔ان کے ہاں زبان میں بھی جدت ملتی ہے۔انہوں نے نئے نئے الفاظ، تراکیب، تشبیہات اور استعارات استعمال کیے ہیں نیز پرانے الفاظ کو نئے معنی بھی پہنانے کی کوشش کی ہے۔ان کی شاعری میں ایک اچھوتا انداز ہی نہیں بلکہ دل موہ لینے والی کیفیات کا اظہار بھی بڑے دلکش پیرائے میں ملتا ہے۔ان کی شاعری کے مطالعے سے ہمیں یہ بھی پتا چلتا ہے کہ انہوں نے جس موضوع کو بھی منتخب کیا ہے اسے اس طرح اپنی شاعری میں بیان کیا ہے کہ اس پر حقیقت کا گمان گزرتا ہے۔زیتون بانو اُن کے اس وصف کی تعریف کرتے ہوئے کہتی ہیں:

> "شاہدہ کی تحریروں کے حوالے سے اُن کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ اُن کی تحریروں میں اُن کے پاس بے شمار خزانہ موجود ہے۔لفظوں کے بیسیوں ہم معنی اور مترادف الفاظ کا ذخیرہ اُن کے قلم کی نوک پر موجود رہتا ہے۔"(۵)

شاہدہ سردار نے جس منظر نگاری سے اپنی شاعری میں کام لیا ہے وہ ایک تخلیقی عمل اور شعری واردات کا نتیجہ ہی ہے۔جو ان کی اعلیٰ تخیل پر مبنی اور شاعرانہ بصیرت کے متنوع زاویوں سے ترتیب ہے۔شاہدہ نے جس منظر نگاری سے کام لیا ہے وہ ایک فکر ہے ایک روشن خیال بھی۔جو سوز دروں سے حرارت آشنا کر کے ایک جدید ترتیب اور تراکیب کے ساتھ متحرک صورت میں جلوہ افروز ہوتا ہے حقیقت میں شاہدہ نے اپنی شاعری میں منظر نگاری میں انسان کے بارے میں کہا ہے کہ انسان ابتدا سے اپنی تہذیبی و تمدنی زندگی بھاگ دوڑ سے اور فطرت کی ظاہری اور فطرت کی پوشیدہ قوتوں سے نبرد آزما رہا ہے۔کیوں کہ انسانی زندگی کی داستان اور ارتقائی سفر فطرت سے مسلسل ٹکر ہی سے عبارت ہے۔

شاہدہ سردار کسی کی پیروی یا نقالی کی قائل نہیں وہ جو کچھ سوچتی سمجھتی اور محسوس کرتی ہیں اُسے لفظوں کی صورت میں قلم کے ذریعے کاغذ پر منتقل کر دیتی ہیں، چونکہ شاہدہ کا تن اُجلا ہے اس لئے اُن کا من بھی اُجلا ہے اور یہی اُجلا پن ان کی شاعری میں اپنی روشنی کی کرنیں بکھیر دیتا ہے۔ان کی نظم تعارف میں وہ کچھ یوں کہتی ہے۔

نظر پڑ جائے جو لفظوں پہ میرے
تعارف خود بخود ہونے لگے گا
نہ میں گل ہوں نہ خوشبو اور نہ شبنم
نہ کوئی چاند نہ کوئی کرن ہوں
مگر کچھ حرف
کچھ سوچیں

کئی دُکھ اور کچھ [۶]

شاہدہ سردار کی شاعری میں منظر نگاری یا فطرت نگاری اپنے بھرپور جوبن پر نظر آتی ہے وہ پھولوں، رنگوں، بارش، پودوں، موسموں، خوشبو، تارے، سرابوں، صحراؤں، صبح وشام، ماہتاب، دھوپ، سایہ، ساحل، دیے، اُجالوں، تلیوں، جگنوؤں کے ذریعے خوبصورت منظر کا عکس اپنی شاعری کے ذریعے قاری کے سامنے پیش کرتی ہیں، چونکہ اُن کی شاعری سچے جذبوں سے لبریز ہے اس لئے فوراً ہی پڑھنے والوں کے ذہنوں میں نقش ہو جاتی ہے۔

پھر نئے خواب سجانے کو چلے آئے ہو
پھر میری ذات مٹانے کو چلے آئے ہو
میں تو خوشبو کی طرح پھول میں پوشیدہ تھی
کیوں ہواؤں میں اڑانے کو چلے آئے ہو [۷]

شاہدہ سردار کی ساری شاعری اُن کے دلی جذبات کی امین ہے۔ اُن کا دل محبت اور محبت کے جذبات سے لبریز ہے جس میں اپنے پرائے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ اُن کا دل تمام لوگوں کے ساتھ دھڑکتا ہے۔ وہ لوگوں سے فریب کھاتی ہیں۔ محبت سے فریب کھاتی ہیں، لیکن اس کے باوجود نہ وہ مایوس ہوتی ہیں نہ وہ اُمید کا دامن ہاتھ سے چھوڑتی ہیں بلکہ اُن کے ہاں محبت سے فریب اور دوستوں سے فریب کھانے کا ذکر خوبصورت انداز میں ملتا ہے۔

وہی پہ راکھ تھے پھر خواب میری پلکوں کے
کبھی جو اپنے سہارے فریب دے کے گئے
نگہ نے شوق سے دیکھا صبا کی آمد کو
ہوا کے سارے اشارے فریب دے کے گئے
پڑی نظر جو کتابوں میں خشک پھولوں پر
وہیں پہ ضبط ہمارے فریب دے کے گئے [۸]

شاعری شاہدہ سردار کی تمام سرگرمیوں اور سرمستیوں میں جھومتی ہے ان کی فرصتوں اور مشغلوں میں ناچتی کودتی ہے۔ اُن زمانوں کا نغمہ ہے جن کو انتظار کی لذت نے سہ آتشہ بنا دیا ہے۔ اُن یادوں کو خوشگوار الفاظ میں بیان کرتی ہیں۔

برسی تھیں بارشیں کئی یادوں کے شہر میں
پرانے آنسوؤں سے نظارے سنور گئے
خوشبو ہوا کے ساتھ اڑی جب فضاؤں میں
موسم کی آنکھ میں وہی لمحے ٹھہر گئے
اک سائباں تھا دھوپ کا سایہ کوئی نہ تھا

آنچل ہمارے دھوپ کی کرنوں سے بھر گئے (۹)

شاہدہ سردار سچے جذبوں کو سچے لفظوں میں بیان کرنے کا ہنر جانتی ہیں اسی وجہ سے ان کے کلام میں ایک ایسا رچاؤ پایا جاتا ہے جو اُن کے کلام کو مقبول و معروف بناتا ہے جو سیدھا پڑھنے والے کے دل میں اُتر جاتا ہے۔ اُن کی جولانی طبع نے اُن کی شاعرانہ فکر کو محدود نہیں ہونے دیا بلکہ لامحدود وسعتوں سے ہمکنار کر دیا ہے۔

بہتے پانی میں صداؤں کا بسیرا تھا کبھی
اب وہ چپ ہے کہ سمندر نے اسے چھوڑا ہے
سسکیاں پھر سے ہواؤں میں سنی ہیں میں نے
تو نے ساحل پہ کوئی ریت کا گھر توڑا ہے
تیری راہوں میں اجالوں کا سبب ہو شاید
ایک ننھا سا دیا راہ میں رکھ چھوڑا ہے (۱۰)

شاہدہ منفرد لہجے کی شاعرہ ہیں انہوں نے اپنا ایک الگ طرز احساس اور اس سے متعلق لفظیات و خیالات کا ایک پورا نظام بنایا ہے۔ جب وہ شعر کہتی ہیں تو ان کا پورا وجود اس میں شامل ہوتا ہے۔ اور وہ شاعری میں اپنی ذات کے تجربات بھی شامل کرتی جاتی ہیں جس سے ان کی شاعری پڑھنے والے کو متاثر کرتی جاتی ہے۔ اور اپنا گہرا اثر کرتی جاتی ہے۔ ان کی شاعری میں سادگی اور بے ساختگی ہے جو دلوں کو چھو لیتی ہے۔ وہ غزل کے ساتھ ساتھ نظم میں بھی اُسی خوبصورتی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہیں اُن کا انداز بیاں سادہ اور دلنشین ہے۔

تو نے اک پل مجھے تنہا نہ کیا
دل کے ویرانے میں بھٹکی ہوئی بے چینی مری
ساتھ رہی ہے ہر دم
شام کی زرد اُداسی نے بھی تنہا نہ کیا
رات کے سنگ دل اندھیرے میں
خوف ہر آن مرے ساتھ رہا
تو نے اک پل مجھے تنہا نہ کیا
چاند تاروں کی اُداسی نے رلایا ہے بہت
کرب یخ بستہ ہواؤں کا میرے گرد رہا
زرد موسم کی عنایت کہاں پیچھے رہتی
معاً اُس نے بھی میرا دامن تاریک چُنا

تو نے اک پل مجھے تنہا نہ کیا[۱۱]

شاہدہ سردار کی شاعری نسائی جذبوں کی بھرپور عکاسی کرتی ہے۔ ایک عورت کے دکھ، درد، محرومیوں کو جتنی خوبصورتی سے اُس نے قلم بند کیا ہے یہ اُسی کا کمال ہے۔ وہ صرف عورتوں کے دکھوں کی عکاسی نہیں کرتی بلکہ معاشرے میں پھیلے ہوئے ظلم، جبر، ناانصافی اور دیگر ملکی مسائل کا المیہ جہاں کہیں دیکھتی ہیں تو اس کے خلاف اورا دیبوں میں اُن کی آواز بہت بلند اور سب سے منفرد نظر آتی ہے۔ انہوں نے خونِ دل میں انگلیاں ڈبو رکھی ہیں اُن کی شاعری کا ایک ایک لفظ انسان دوستی پر مبنی ہے۔ وہ ہوس و زر کی پجاری نہیں بلکہ اُن کی شاعری میں نظر آتا ہے کہ وہ انسانیت سے محبت کرتی ہیں۔

"ڈاکٹر شاہدہ سردار کی شاعری میں محبت کو حقیقی اور مجازی کے خانوں میں بانٹنے یا مرد اور عورت کے تعلق تک محدود کرنے کی بجائے پوری انسانیت سے جوڑتی ہیں ان کے نزدیک انسان کا انسانیت پر مبنی حقیقی رشتہ ہی حقیقی محبت ہے، وہ رشتوں میں محبت تلاش کرتی اور اسے کشید کر کے شعروں کی مالا میں پروتی ہیں۔"[۱۲]

شاعر عوامی شعور سے اپنا ذاتی شعور منسلک کرتا ہے۔ اس کی تخلیقات میں سماجی و معاشرت حالات و واقعات اور عیوب و محاسن کی جھلکیاں دیکھی جا سکتی ہیں۔ ایک بڑا شاعر کسی عہد یا خطے کا شاعر نہیں ہوتا بلکہ اُس کی شاعری میں تمام انسانیت کے مسائل کی عکاسی ہوتی ہے تبھی تو وہ بڑا شاعر بن جاتا ہے ورنہ وہ علاقائی سطح سے اُٹھ نہیں سکتا۔

"حسیت انسانی فطرت کی ایک اہم خصوصیت ہے لیکن شعر کہنے کے لئے احساس میں شدت اور پھر ان محسوسات کو لفظوں میں پرونے کا سلیقہ بھی ضروری ہے۔ ایک شاعر کی فکر اور اس کا تخیل اپنے اردگرد کے ماحول سے نمو پاتا ہے تو وہ اپنی سوچ سے شعروں کے رنگ برنگے اور انوکھے پھول کھلانے لگتا ہے۔ لیکن اگر شاعر اپنے احساس کو منظم کرنے کے بعد مسائل کا ادراک کر کے ان کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ کسی بھی عام شاعر سے ایک قدم آگے بڑھ جاتا ہے۔"[۱۳]

شاہدہ سردار گہرا سماجی شعور رکھنے والی شاعرہ ہیں۔ اُن کی شاعری میں سماجی مسائل کی عکاسی کے ساتھ ساتھ وطن سے محبت کا جذبہ بھی بدرجہ اتم موجود ہے:

میرا وطن کبھی آلودۂ غبار نہ ہو
میری زمیں پہ کبھی کوئی اشکبار نہ ہو
جلائے ہم نے کئی خواہشوں کے مہکے چراغ
سرِ اُمید کبھی آندھیوں کا بار نہ ہو

سر اُفق رہے تابندہ یہ نگارِ وطن

ردائے غیرتِ گلشن جو تار تار نہ ہو(۱۴)

حاصلِ بحث یہ کہ شاہدہ سردار نے اپنی شاعری میں جس فن کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے قدرت کے حسین و جمیل منظر نگاری کو پیش کرنے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔ وہ ایک ایسی شاعرہ ہیں جو اپنے قلم کی سیاہی سے خوبصورت مناظر تخلیق کرتی ہیں اور الفاظ کے ذریعے ان مناظر میں جان ڈال دیتی ہیں اور یہ مناظر چہار سو اپنی روشنی بکھیر دیتے ہیں۔ اُن کا ویژن بہت واضح ہے جو اُن کے تخلیقی عمل میں شامل ہو کر عصری شعور کو اُجاگر کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔ اللہ نے اُن کو اچھا لکھنے کا ملکہ ودیعت کیا ہے۔ وہ نہ صرف اپنی تحریروں کے ذریعے روشنی پھیلا رہی ہیں، بلکہ اپنے سوشل ورک کے ذریعے معاشرے کی دکھی انسانیت کی خدمت کر کے بھی لوگوں کی زندگیوں میں روشنی بکھیر رہی ہیں۔ وہ سچ، سچائی اور روشنی کی پیامبر ہیں۔

حوالہ جات

1۔ سر سید احمد خان، مقالاتِ سر سید، حصہ دہم، انجمن ترقی اردو، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۲۰

2۔ غلام حسین ساجد (مرتب)، نئی پاکستانی غزل نئے دستخط، خالد بک ڈپو، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص ۹

3۔ محمد اشرف کمال، ڈاکٹر، تاریخ اصناف نظم و نثر، کراچی بک ٹاک، ۲۰۱۷ء، ص ۲۷

4۔ شاہدہ سردار، ہوا کی سرگوشی، جدت ریسرچ پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۱

5۔ شاہدہ سردار، کربِ زیست، منگل کتاب کور، پشاور، ۲۰۱۹ء، ص ۹

6۔ شاہدہ سردار، ہوا کی سرگوشی، ص ۳۱

7۔ ایضاً، ص ۱۷

8۔ ایضاً، ص ۱۹

9۔ ایضاً، ص ۲۱

10۔ ایضاً، ص ۲۲

11۔ ایضاً، ص ۵۳

12۔ ایضاً، ص ۱۱

13۔ شاہدہ سردار، چراغِ آگہی، اعراف پرنٹرز محلہ جنگی، پشاور، ۲۰۲۱ء، ص ۲۶

14۔ شاہدہ سردار، مہکتی دھرتی سلگتی سانسیں، نیو اتفاق پرنٹنگ پریس محلہ جنگی، پشاور، ۲۰۱۵ء، ص ۳۱

References in Roman Script:

1. Sir Syed Ahmad Khan, mqalat e Sir Syed, Hisa daham, Anjuman e taraqqi Urdu Lahore Page 120

2. Ghulam Husain Sajid, muratab nai Pakistani Ghazal nahy dstkhat, Khalid book Depot Lahore, 1981, Page 9
3. Muhammad Ashraf kamal, Dr, tarekh asnaf e f nazam w nasar, Karachi book taak, 2017, Page 72
4. Shaida Sardar, Hawa Ki Sarghoshi, jidat research publications Lahore, 2015, Page 11
5. Shaida Sardar, karb e zeest, mangal kitab kour Peshawar, 2019, Page 9.
6. Shaida Sardar, Hawa Ki Sarghoshi, Page 31
7. Ibid, Page 17
8. Ibid, Page 19
9. Ibid, Page 21
10. Ibid, Page 22
11. Ibid, Page 53
12. Ibid, Page 11
13. Ibid. Chirag e Agahi, Araf printer's mohalla Jangi Peshawar 2021.p-26
14. Ibid, mahkti dhrti sulgti sansian, new itfaq printing press muhallah jangi Peshawar, 2015, p-31